# بخاری عصر، رئیس المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

## ع......''اے آتش فراقت دِلہا کباب کردہ''

محمد اَحمد حافظ

استاذ الاساتذہ رئیس المحدثین، بخاری عصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال آپ کے تلامذہ، متوسلین اور محبین کے لیے معمولی سانحہ نہیں ہے۔ یوں کہا جائے کہ **موتُ العالِم موت العالَم** کی حقیقت صحیح معنوں میں آج منکشف ہوئی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ عبقری صفت انسان تھے۔ اب شاید ہی آپ ایسا پیکر علم وعمل ہم دیکھ سکیں۔ آپ نے تمام عمر عزم وہمت اور استقلال کے ساتھ گزاری، آپ کی یہ کیفیت زندگی کے ہر پہلو کو محیط تھی۔ قوت ارادی آپ کی بہت مضبوط تھی۔ اخیر عمر میں بعض عوارض لاحق ہوگئے تھے مگر انہیں کبھی اپنے معمولات میں حائل نہیں ہونے دیا۔ بڑھاپے اور عمر کے تقاضے کے پیش نظر اعضاء کمزور ہوگئے تھے، البتہ آپ کی طبیعت میں شگفتگی، جودت، بیداری ہمہ پہلو برقرار تھی، اور آپ نے عین مرض الوفات میں وفاق سے متعلق کئی اہم امور انجام دیے۔ قریباً ڈیڑھ ماہ قبل کی بات ہے کہ پیشاب کی کچھ تکلیف ہوئی، اس روز حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا شدید ملال تھا کہ آپ تلاوتِ قرآنِ کریم کا روز کا معمول مکمل نہ کر پائے تھے؛ اور یہ معمول بھی چھ سات پاروں سے کم نہیں ہوتا تھا۔ اس دوران دَوا اور غذا معمول کے مطابق چلتی رہی۔ آپ کا چیک اپ بھی کرایا گیا، اور تشخیص کے مطابق دَوا دِی جاتی رہی۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے تین روز قبل ۱۳ ربیع الثانی بروز جمعرات صبح گیارہ بجے کے قریب چیک اپ کے لیے پٹیل اسپتال لے جایا گیا۔ حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب زید مجدہم، مولانا مفتی معاذ خالد صاحب، مولانا عمار خالد صاحب اور مولانا حماد خالد صاحب ہمراہ تھے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب آپ واپس جامعہ تشریف لے آئے۔ یہاں پہنچتے ہی پیشاب کی تکلیف دوبارہ شروع ہوگئی اور آدھ گھنٹے سے بھی کم وقت میں واپس پٹیل اسپتال جانا پڑا، وہاں مستقل آئی سی یو میں آپ کو رکھا گیا۔ مختلف چیک اپ ہوئے۔ علاج ہوا، اس سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو کافی راحت بھی ہوئی اور آپ نے بھرپور نیند لی۔

جمعہ کے روز عصر کے قریب آپ کی طبیعت میں کافی گراوٹ محسوس کی گئی۔ عارضۂ قلب تشخیص ہوا۔ ڈاکٹروں کے

مطابق آپ کی طبیعت میں جیسی بہتری آنی چاہیے تھی، نہیں آئی۔ اگلے دن ہفتے کے روز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹبہ اسپتال منتقل کیا گیا، وہاں آپ کو CCU میں رکھا گیا۔ گو کہ حضرت کے اسپتال میں داخلے کو شہرت نہیں دی گئی تھی مگر آہستہ آہستہ یہ بات پھیلتی گئی، جب حضرت والا کو پٹیل اسپتال سے ٹبہ اسپتال منتقل کیا گیا تو اہل تعلق و محبت کو تشویش ہونے لگی۔ دَھیان حضرت کی صحت کی طرف اور زبان و ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے لگے۔

حضرت والا کے اسپتال قیام کے دوران حضرت مولانا عبید اللہ خالد مدظلہم، آپ کے تینوں صاحبزادے، مفتی نعمان صاحب اور بھائی مجاہد مستقل خدمت اور تیمارداری میں رہے، ٹبہ اسپتال میں آپ کو CCU میں رکھا گیا تھا۔ اتوار کے روز حضرت والا کی طبیعت میں کافی بشاشت اور بہتری محسوس کی گئی۔ شام کو فیصلہ کرلیا گیا تھا کہ آپ کو گھر منتقل کرلیا جائے گا۔ شدید علالت کے دوران بھی آپ تمام نمازیں ادا فرماتے رہے۔ اس روز حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب دامت برکاتہم بھی ملائیشیا سے سفر کر کے تشریف لے آئے تھے، اور اسپتال پہنچ کر اپنے عظیم والد کے پاس حاضر ہوگئے تھے۔ سانس کی نالی میں بلغم کے سبب بات کرنے میں دقت ہوتی تھی، خدام کوشش کرتے کہ زیادہ بات چیت نہ ہوتا کہ آپ کو تکلیف نہ پہنچے، حواس آپ کے اخیر وقت تک قائم رہے تھے۔ دوران علاج آپ کے منہ پر آکسیجن ماسک لگایا گیا تھا، حضرت شیخ اِسے ہٹانے کا فرما رہے تھے، لیکن ڈاکٹرز کی رائے پر عمل کرتے ہوئے یہ سلسلہ جاری رکھا گیا۔ آخری رات جبکہ پیر کا روز داخل ہو چکا تھا اور ربیع الثانی کی ۷ا تاریخ آغاز ہو چکی تھی، نماز عشاء آپ نے خود ہی تیمم کر کے اَدا فرمالی تھی، آپ کے بازو پر کینولا لگا ہوا تھا، اسے ہٹانے کا آپ نے فرمایا تھا کہ اس سے آپ کو تیمم کرنے میں تکلیف ہو رہی ہے، مولانا عبید اللہ خالد صاحب زید مجدہ کے مطابق اس وقت تک بھی کوئی بات تشویش کی بظاہر نہیں تھی، معلوم ہوتا تھا کہ حضرت رُوبصحت ہیں۔

نماز عشاء کے کچھ ہی دیر بعد حضرت شیخ کے تنفس میں تیزی آگئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشیت الٰہی انتظار میں تھی آپ فریضہ صلوٰۃ ادا فرمالیں، اور ہر طرح کی ذمہ داری سے فراغت حاصل کرلیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے مقربین کے لیے انعام ہوتا ہے کہ موت سے قبل فرائض کی تکمیل کا وقت عنایت فرما دیتے ہیں۔ ساڑھے نو بجے کے قریب کا عمل تھا جب پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور آپ نے فرشتۂ اجل کو لبیک کہا۔ روح پر فتوح اعلیٰ علیین کو پرواز کی گئی۔ محدث وقت، بخاری عصر، استاذ الاساتذہ اپنے ہزاروں تلامذہ، لاکھوں منتسبین و متوسلین اور محبین کو بے یار و مددگار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ آپ کی وفات کی خبر کچھ ہی دیر میں ذرائع ابلاغ پر نشر ہوگئی۔ جس نے سنا دل تھام کر رہ گیا۔ جی نہ چاہتا تھا مگر یقین کرنا پڑا۔ کل نفسٍ ذائقۃ الموت کی حقیقت سے کس فرد بشر کو مفر ہے؟۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ موت ہر آن پیچھے لگی ہے؛ بسا اوقات کچھ شخصیات کے حوالے سے دل کبھی یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔

جوں جوں خبر پھیلتی گئی لوگ دیوانہ وار جامعہ فاروقیہ کا رخ کرنے لگے۔ راقم اس روز ماہنامہ وفاق کے مضامین کو فائنل کرنے کے لیے خود کو گھر پر باندھ کے بیٹھا تھا۔ رات دس بجے کے قریب آپ ہی کے ایک مضمون کا فائنل پروف پڑھنے کے بعد اُٹھنے لگا تو یوں ہی انٹرنیٹ کھول لیا، ایک شناسا کے فیس بک پیج پر نگاہ پڑی تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر آنکھوں کے سامنے آئی، یقین نہ آیا۔ جامعہ فاروقیہ فون کر کے تصدیق چاہی تو معلوم ہوا کہ......

چُھپ گیا آفتاب، شام ہوئی
اِک مسافر کی رَہ، تمام ہوئی

کئی لمحات تو سکتے کی کیفیات میں گزر گئے۔ پھر سب کچھ جلدی جلدی سمیٹا اور فوراً جامعہ فاروقیہ کی راہ لی۔ حضرت والا کی میت وہاں منتقل کر دی گئی تھی۔ کراچی بھر سے حضرات علماء کرام یکے بعد دیگرے دل گرفتگی کے عالم میں جامعہ فاروقیہ پہنچ رہے تھے۔ طلبہ کرام ٹولیوں کی صورت جامعہ کی رَاہ داریوں میں کچھ یوں کھڑے تھے جیسے اہل قافلہ اپنی عمر بھر کی جمع پونجی لُٹا بیٹھے ہوں۔ چہرے دھواں ہو رہے تھے کیفیت یہ کہ......

یکا یک جو چھائی ہیں، غم و دَرد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں

ابھی ۱۳ ربیع الثانی جمعرات کی بات ہے کہ راقم جامعہ فاروقیہ کے کتب خانے میں کچھ کتابیں جمع کرانے گیا۔ امین المکتب بھائی خادم الرحمٰن حضرت کی علالت کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے، شاید کسی اَنہونی کا خیال دل میں آ رہا ہوگا۔ بسا اوقات کوئی بڑا حادثہ ہونے سے قبل فضاؤں میں بھی سراسیمگی پھیل جاتی ہے۔

دفتر اہتمام میں حضرت مولانا ڈاکٹر عادل خان صاحب مدظلہم، حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب مدظلہم، جناب محمد تحسین منظر صاحب، مولانا مفتی معاذ خالد صاحب، مولانا عمار خالد صاحب، مولانا حماد خالد صاحب اور جامعہ کے اَساتذہ نماز جنازہ کے لیے مشورہ کر رہے تھے۔ طے پایا کہ دو جنازے ہوں گے، صبح آٹھ بجے جامعہ فاروقیہ میں اہل محلّہ وعلاقہ کے لیے نماز جنازہ ہوگی اور بعد از ظہر ۲ بجے جامعہ فاروقیہ (حب ریور روڈ) میں باقی ماندہ لوگوں کی شرکت کے لیے نماز جنازہ ہوگی۔ قبل ازیں قرب وجوار کے میدان دیکھے گئے تھے مگر وہاں دو روز ہونے والی بارش کا پانی کھڑا تھا۔ اس لیے صبح آٹھ بجے جامعہ میں ہی نماز جنازہ کا فیصلہ کیا گیا۔

اس فیصلے کے بعد اخبارات کو خبر جاری کر دی گئی، بعد ازاں حضرات صاحبزادگان کراچی بھر سے جمع ہونے والے غم زدہ علماء کے پاس تشریف لے گئے۔ اکابر علماء کرام نے تعزیت مسنونہ پیش کی۔ اسی دوران ناظم اعلیٰ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم بھی تشریف لے آئے۔حضرت صدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کی ۳۷ برس تک رفاقت رہی تھی۔بار بار آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو رہے تھے۔ناظم مرکزی دفتر وفاق المدارس حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، وفاق المدارس کے صوبائی نظماء مولانا حسین احمد صاحب، مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، مولانا امداداللہ صاحب، جے یو آئی کے رہنما مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب اور کئی دیگر اہل علم جامعہ میں موجود تھے۔

رات کا وقت جیسے تیسے گزرا۔عین تہجد کے وقت حضرت والا کو غسل دیا گیا۔غسل کے بعد حضرت شیخ کے جسد خاکی کو دارالحدیث میں لا کر رکھا گیا۔چہرہ مبارک پر ملکوتی تبسم صاف محسوس کیا جا رہا تھا اور اَمواج تبسم آپ کے چہرہ انور پر جھلملا رہی تھیں......

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب او

اطمینان وسکون اور انوارات کی ایسی کیفیت کہ حدیث مبارکہ

**نضر اللّٰہ عبداًسمع مقالتی فوعاھا، فبلغھا من لم یسمعھا الخ (الحدیث)**

مجسم نظر آ رہی تھی۔ایسا شگفتہ، متبسم اور کھلتا ہوا چہرہ کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے......"چہرہ اَنور تھا جیسے خلد کی کھلتی کلی"۔حضرت کے غسل میں شریک ایک ساتھی نے بتایا کہ آپ کی انگشتِ شہادت اُٹھی ہوئی تھی، انگوٹھے اور بڑی انگلی کا حلقہ بھی بنا ہوا تھا۔غسل کے دوران سیدھا کرنے کی کوشش کی گئی تو تینوں انگلیاں اسی کیفیت میں رہیں۔گویا موت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دے رہے تھے۔

ناچیز راقم دارالحدیث میں ہی دیگر طلبہ کرام کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور ذکر کرنے لگا۔نماز فجر کی اذان شروع ہوئی تو آپ کے جسد خاکی کو دوبارہ گھر لے جایا گیا۔فجر کی نماز میں تقریباً مسجد بھر گئی تھی، بعد از نماز تو لوگوں کی آمد کا تانتا بندھ گیا، اور بہت جلد مسجد اور صحن حاضرین سے بھر گئے۔لوگوں کے دل غم زدہ ضرور تھے مگر کوئی آہ وبکا نہ تھی، الحمدللہ کسی خلاف سنت فعل کا ارتکاب بھی نہ تھا۔

آٹھ بجے سے قبل نماز جنازہ کے لیے صفیں ترتیب دی جانے لگی تھیں۔دلوں میں ہول سے اٹھنے لگے کہ اب وقتِ رخصت قریب آ رہا ہے، جامعہ فاروقیہ کی مسجد، مسجد کی بالائی تینوں منزلیں، صحن، چمن، برآمدے سب ہجومِ عاشقاں سے بھر چکے تھے، اَطراف کی گلیوں میں بھی دور تک سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔گو جنازے کا وقت آٹھ

بجے کا تھا مگر کچھ تاخیر ہو رہی تھی، کچھ ہی دیر میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے قابل فخر شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم تشریف لے آئے، آپ کے آتے ہی صفیں ترتیب دے کر نماز جنازہ کے لیے نیت باندھ لی گئی۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے فرزند گرامی حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب مدظلہم نے رُندھی آواز میں ''اللہ اکبر'' کہا تو لگا کہ جدائی کے غم میں کلیجے شق ہو جائیں گے۔ سسکیوں کی آوازیں بھی اُبھرنے لگی تھیں، اسی کیفیت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ سلام کہنے تک کے وقت کا ایک ایک لمحہ گھنٹوں پر محیط محسوس ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے ہزاروں بندے صف باندھے دَست بستہ کھڑے اپنے اُستاذ و شیخ، قائد و زعیم، مربی و محسن کے لیے مغفرت کی دعا کر رہے تھے۔ سامنے ہی دار الحدیث تھا جہاں برس ہا برس تک آپ نے مسند حدیث پر بیٹھ کر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند کی تھیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب زید مجدہم نے سلام کہا تو لگا جانے کتنی کٹھن مسافتیں طے کر آئے ہوں۔

کچھ ہی دیر میں حضرت شیخ کے جسد خاکی کو جامعہ بیت السلام کی ایمبولینس میں رکھا گیا، نگاہیں بے بسی سے شیخ و امام، محدثِ امت کو تیزی کے ساتھ آخری منزل کی جانب بڑھتے دیکھ رہی تھیں۔ لگ رہا تھا جیسے کہہ رہے ہوں......

میں چلا جاؤں گا آخرت کی طرف
میرے غم کی بھی نہایت ہوجائے گی

کچھ توقف کے بعد حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی ایمبولنس سینکڑوں گاڑیوں کے جلو میں جامعہ فاروقیہ حب ریور روڈ کے لیے روانہ ہوئی۔ وہاں پہلے ہی کافی ہجوم تھا۔ حضرات اکابر علماء کرام نماز جنازہ میں شرکت کے لیے جوق در جوق جامعہ پہنچ رہے تھے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ خاکی کو جامعہ کے وسیع ہال میں رکھا گیا تھا، اکابر علماء کرام وہاں تشریف لاتے دل گرفتگی کے عالم میں اپنی نشستوں پر بیٹھ جاتے۔ زبانیں ذکر اللہ سے تر تھیں اور ذہنوں میں حضرت اقدس کی یادوں کے نقوش جھلملا رہے تھے۔ باہر جوں جوں مجمع بڑھ رہا تھا بے قابو ہو رہا تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرتبہ زیارت کر لیں، مگر ایک مرتبہ یہ سلسلہ شروع ہو جاتا تو سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس لیے بہت سے جید علماء کی درخواست کے باوجود نہایت محبت سے اس مطالبے کو رد کر دیا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جس طرح اپنی حیات میں اتباع سنت کے پیکر تھے احتیاط کا تقاضا تھا کہ بعد از وفات بھی آپ کے مزاج و مسلک کی پوری رعایت رکھی جائے۔

دو بجے نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ طے تھی، مگر لوگ ابھی بھی ہجوم در ہجوم دور دراز علاقوں سے پہنچ رہے

تھے، حضرت شیخ کے جسدِ خاکی کو ایمبولینس کے ذریعے جنازہ گاہ منتقل کیا گیا۔ یہ موقع بھی بہت جاں گسل تھا، مجمع بے قابو اور بے تاب ہو رہا تھا مگر اللہ پاک نے دستگیری فرمائی اور بعافیت ایمبولینس جنازگاہ پہنچ گئی۔

نمازِ ظہر کے بعد جامع مسجد محمد بن قاسم میں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب مدظلہم کے بیانات ہوئے۔ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم نے بہت والہانہ انداز میں حضرت صدر وفاق رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا، وہ بول رہے تھے اور حضرت شیخ سے سینتیس برس پر محیط اپنے قدیم تعلق کی پرتیں کھولتے جا رہے تھے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب زید مجدہم کے بعد حضرت شیخ کے بڑے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب مدظلہم مائک کے سامنے تشریف لائے اور یوں گویا ہوئے:

''شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کا سانحۂ ارتحال ہم سب کے لیے ایک سانحہ ہے، لیکن ایک بات جس سے ہم سب کو تسلی اور اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اسی طرح رخصت ہوئے ہیں؛ اور ہم سب کو بھی جانا ہے۔ جو کوئی بھی حضرت کی زندگی سے سبق لینا چاہے اور ایک جملے میں وہ بات کہی جائے تو وہ صرف یہ ہے کہ سچائی کو اختیار کیا جائے، مجھے دکھ ہے اس بات کا کہ آج ہم میں سچائی باقی نہیں رہی۔ صحابہ کرام، تابعین اور صلحاء کی زندگی کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ سچ بولو۔ یہ سانحات آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر آپ میں سچائی ہو، دُکھ کی بات یہ ہے کہ سچائی ہم سے روٹھتی جا رہی ہے، وہ سچائی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دے کر گئے تھے۔ بڑے مدارس اور القابات بھی کسی کی میراث نہیں ہیں۔ مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی بہت ساری خدمات ہیں، اور یقیناً وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہم سب کے لیے ان کا ایک تحفہ ہے۔ جس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔''

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی میت نمازِ جنازہ کے لیے جنازہ گاہ پہنچائی جا چکی تھی، کچھ دیر میں حاضرین کو صفیں سیدھی کر لینے کی ہدایت کی گئی۔ جامعہ فاروقیہ کی مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے چوالیس برس قدیم رفیق، شاگردِ خاص حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، پہلی صف اکابر علماء وقائدین کے لیے مختص تھی، چشم فلک نے ایسے پاکیزہ صفت افراد کا مجمع نمازِ جنازہ میں کم کم ہی دیکھا ہوگا، دور دور تک علماء وصلحا، شیوخِ طریقت، اہلِ صلاح وتقویٰ، اساتذہ حدیث وتفسیر، قراء، عباد وزہاد، طلبہ دین کا جم غفیر تھا۔ ڈاڑھی اور پگڑی والوں کا اجتماع تھا۔ نمازِ جنازہ کے بعد حضرت کی میت کو ایمبولینس کے ذریعے ہی قبر کے قریب لے جایا گیا۔ قبر مبارک پہلے سے تیار تھی، مولانا مفتی معاذ خالد، مولانا حماد خالد، مولانا مفتی عمر فاروق، مولانا مفتی محمد یحییٰ، مولانا امداد اللہ صاحب نے حضرت کو قبر میں لٹایا۔ زمینی مٹی بھربھری ہونے کی وجہ سے لحد کی بجائے 'شق'

بنائی گئی تھی۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو سنت کے مطابق مکمل قبلہ رُو لٹایا گیا۔ بعدہٗ شق کے اوپر پہاڑی پتھر کے سلیب رکھ دیے گئے۔ حضرت الشیخ محدث کبیر رئیس المحد ثین بخاری عصر، غزالیِ زماں رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ کے لیے پردہ فرما گئے۔

آہ......ثم آہ!......آفتابِ علم وعمل غروب ہوگیا، برس ہا برس حدیث وسنت کی ضیا پاشیاں کرنے والا فرد فرید اور مردِ وحید......فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہم اللہ کی سلکِ مروارید سے منسلک، اور ان کے پراز عزیمت راستے کا شاید آخری سچا راہی، محدث الامۃ بالواسطہ اور بلاواسطہ ہزاروں لاکھوں شاگردوں اور وابستگان کو آبدیدہ و دل گرفتہ چھوڑ کر ابدالآباد کے جہان کو سدھار گئے۔ ان شاء اللہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ......

فرشتے آسماں سے ان کے استقبال کو اترے
چلے ان کے جلو میں با ادب، با آبرو ہوکر
جہانِ رنگ و بُو سے ماورا ہے منزل جاناں
وہ گزرے اس جہاں سے بے نیاز رنگ و بو ہوکر

دورِ حاضر کے کبار علماء نے مٹی کے لپ بھر بھر کر قبر تیار کی۔ آپ کی قبر مبارک تیار ہوگئی تو حضرت شیخ رحمہ اللہ کے چھوٹے صاحب زادے حضرت مولانا عبید اللہ خالد زید مجدہم نے سرہانے کھڑے ہوکر سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی، اور پائنتی کی جانب کھڑے ہوکر بڑے صاحب زادے مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب زید مجدہم نے آخری آیات تلاوت کیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم سے درخواست کی گئی کہ آپ دعا کرادیں۔ حضرت نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

''یہ علماء کا مجمع ہے اگرچہ یہاں بدعت کا شائبہ نہیں لیکن اہل بدعت کی مشابہت سے بچنے کے لیے تمام حضرات قبلہ رخ کھڑے ہوجائیں اور ایک مرتبہ سورۂ ملک کی تلاوت کر کے حضرت کو ایصال ثواب کریں۔''

اسی بات کو حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے باآواز بلند دہرایا تاکہ سب لوگ سن لیں۔ نیز یہ بھی کہا کہ اگر کسی کو سورہ ملک یاد نہ ہو تو سورہ اخلاص پڑھ لیں۔ سورہ ملک کی تلاوت کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے دعا شروع کرائی۔ آپ کی آواز بلند ہونے کی دیر تھی کہ ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے، سسکیاں پھوٹ نکلیں، تضرع، زاری، اِلتہاب اور اِلتجا کی ملی جلی کیفیتوں کے ساتھ دُعا مکمل ہوئی......کچھ دیر میں حضرات اکابر علماء رخصت ہونے لگے، چلتے ہوئے ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

زید مجد ہم حضرت عثمانی سے کوئی تعزیتی جملہ کہتے ہوئے فرطِ غم سے گلے لگ گئے، جواباً حضرت عثمانی نے فرمایا کون کس سے تعزیت کرے؟! یہاں تو سب ہی تعزیت کے مستحق ہیں۔

موت سے کسی کو رُستگاری نہیں، سب نے ہی اس دنیا سے جانا ہے۔ ہر ایک کا وقت مقرر ہے، کسی کے بارے میں یہ کہنا مناسب نہیں کہ ان کی موت بے وقت ہوئی۔ مگر رئیس المحد ثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پوری امت کا نقصان ہے یہ ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ آپ محض جامعہ فاروقیہ کے مہتمم یا اپنی ذات میں عبقری عالم نہ تھے بلکہ پاکستان بھر کے دینی مدارس کے سائبان ومحافظ اور امت کے سچے غم وخوار تھے۔ پچھلے پندرہ بیس برس سے ایک تسلسل کے ساتھ دینی مدارس کے خلاف جوز ہریلا پروپیگنڈا جاری ہے۔ طرح طرح کے ہتھکنڈوں کے ذریعے بے پناہ اعصاب شکن دباؤ ہے، مگر آپ نے اپنی توانا ہمت اور بے پناہ عزم سے تمام حملوں کو پسپا کیا۔ اخیر عمر میں امت کے لیے آپ کی تڑپ دیدنی تھی۔ مسلکی دائرہ ہو یا دیگر اجتماعی معاملات، برما کے مسلمان ہوں یا اہل شام، جدیدیت کا فتنہ ہو یا غامدیت کا ہر حوالے سے آپ نے مناسبِ حال اقدام کیے۔ کبھی کسی مصلحت یا کمزوری کا شکار نہیں ہوئے، جہاں بھی دین ومسلک کے حوالے سے کوئی فتنہ سر اٹھاتا تیغ براں بن جاتے، اپنے عزمِ جواں سے اسے گھر واپسی کی راہ دکھاتے......

پاسبانِ عزتِ اُمّ الکتاب
از نگاہش خانۂ باطل خراب

صحابیٔ رسول حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کہ سردار قبیلہ اور ہمہ صفت موصوف شخصیت تھے، آپ کی وفات ہوئی تو شاعر عبدۃ ابن الطبیب نے آپ کی وفات پر مرثیہ کہا جس کا ایک شعر ضرب المثل بن کر آج بھی زندہ ہے، عبدۃ ابن الطبیب نے کہا تھا:

علیک سلام اللّٰہ قیس بن عاصم
ورحمۃ ماشاء ان یترحما
فما کان قیس ھُلکُہٗ ھُلکَ واحد
ولٰکنہ بنیان قوم تھدّما

ایک اور شخص نے اپنے عالی قدر والد کی وفات پر کہا تھا:

ابی! نیّر الایام بعدک أظلما
وبنیان مجدی یوم مِتَّ تھدّما

یہ سچ ہے کہ حضرت کی وفات سے ہمارے مجد و شرف کی عظیم دیوار ڈھے گئی ہے۔ایک چھتنار اور گھنا پیڑ تھا جو ٹوٹ گرا ہے۔بارش کی طرح برسنے والے فتنوں، باطل پرستوں اور دین دشمنوں کے خلاف ایک سدِ سکندری تھی جو ڈھے گئی ہے۔حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دُور دُور آپ جیسی کیا آپ کے پاسنگ شخصیت بھی نظر نہیں آ رہی......

آہ......''اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر''

ہم شفیق باپ، گھنے سائبان اور مقبول دعاؤں کے حصار سے محروم ہو گئے ہیں۔ہم ایسے ہاتھوں سے محروم ہو گئے ہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لیے اُٹھتے تو خالی واپس نہ لوٹتے۔ہم ان آنکھوں کی زیارت سے محروم ہو گئے جن آنکھوں نے حضرت تھانوی اور حضرت مدنی کو جی بھر کے دیکھا تھا۔ہم ان ہاتھوں کے لمس سے محروم ہو گئے جنہوں نے جانے کتنی بار حضرت مدنی و تھانوی رحمہما اللہ سے مصافحہ کیا تھا۔

کچھ دیر گذری تو مولانا عمار خالد نے اپنے والد گرامی مولانا عبید اللہ خالد زید مجدہم سے گزارش کی کہ لوگوں سے کہیں کہ خاندان کے افراد کے علاوہ تمام حضرات سے کہیں کہ اب وہ چلے جائیں تا کہ خاندان کے افراد تخلیہ میں مسنون وقت کے مطابق قبر کے پاس رکیں۔یہ میت اور اس کے ورثاء کا حق ہے۔اعلان ہوا، مگر کسی میں بھی واپسی کا یارا نہ تھا؛ ناچار تعمیل حکم میں اٹھنا پڑا، بوجھل قدموں کے ساتھ واپسی کی راہ لی......

رخصت اے روح و روانِ زندگی
رخصت اے جانِ جہانِ زندگی

..........................................................

غم زدہ مدفنِ جاناں سے چلا آیا ہوں
دل پہ جو بیت رہی ہے وہ مگر کس سے کہوں
ان کی تربت پہ رہے بارشِ انوار مدام
ابرِ رحمت ہو تسلسل سے گہربار مدام

آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے حساب اور بے کراں رحمتیں نازل ہوں:

**اللهم اغفرلهٗ ورحمه و عافهٖ واعف عنه واكرم نزله، ووسع مدخلهٗ واغسله بالماء والثلج ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس**

☆☆☆